اَلرَّمْزُ الْمُرَصَّفُ فِیْ بَیَانِ الْحِلْیَۃِ الْمُزَیَّفِ
آرٹیفشل (Artificial) جیولری کا جواز

محمد راشد اعوان [1]

Abstract

The jewellery is the beauty of the women and really they deserve it.The author said that this is only permissible to the women not to the men.The Jury is against the artificial jewellery but as per the author it is permissible to use the artificial jewellery to the women. As per the current situation, the concept of the author is that the artificial jewellery is allowed to the women undoubtedly. And the scholars whoever against this act, may be according to that time only and there is no any Fatwa about this customs and traditions.

Now a days every women are in use of it regularly, according the current circumstances these metal jewellery like finger rings etc. are permissible due to the current customs and traditions.

Those scholars who were against this artificial jewellery for men and women are under discussion about this customs and traditions. Hence, it's permissible to use of artificial jewellery for women as per the author and according to the quotes of the great scholars too.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ نُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تمہیدی کلمات:

راقم الحروف کا اس موضوع پر قلم اٹھانے کا مقصد کثرت سے ان سوالات کا بڑھنا ہے جو آرٹیفشل جیولری (Jewel?ry Artificial) سے متعلق کئے جا رہے ہیں۔ مثلاً:

عورتوں کا آرٹیفشل جیولری پہننا جائز ہے یا ناجائز؟

کیا آرٹیفشل انگوٹھی بھی پہننا بھی جائز ہے؟ کیونکہ حدیث شریف میں ہے: ایک شخص نے پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے حضور

---

[1] اسلامک ریسرچ اسکالر

سی ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے تم سے بت کی بو آتی ہے انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے فرمایا کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو، اسے بھی پھینکا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کس چیز کی انگوٹھی بناؤں فرمایا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی ہو۔ آیا اس حدیث مبارک سے فقط انگوٹھی کی حرمت ثابت ہے یا دیگر زیورات کی بھی؟

کچھ علماء کرام آرٹیفشل جیولری (Jewellery Artificial) کو ناجائز فرماتے ہیں ان میں سے فی زمانہ کس کی بات پر عمل کیا جائے؟

فی زمانہ وہ غریب خواتین جو سونے چاندی خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتی وہ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں آرٹیفشل جیولری ہی کثرت کے ساتھ پہنتی ہیں آیا انکا یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟

ان تمام سوالات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ آرٹیکل لکھا گیا ہے تاکہ تمام سوالوں کا قرآن وحدیث اور فقہاء کرام کی اقوال کی روشنی میں مدلل مؤقف ہمارے سامنے آجائے۔

یاد رہے! صرف عورتوں کے لئے آرٹیفشل جیولری (Jewellery Artificial) اور آرٹیفشل انگوٹھی کا استعمال مباحات میں شامل ہے، اس لئے جائز ہے۔ ہماری شریعت میں مباحات اس عمل کو کہتے ہیں جس کا کرنا یا نا کرنا یکساں ہو۔

زیور عورت کی زینت ہے اور اُسی کا حق ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَوَمَن يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ

یعنی اور کیا وہ جو گہنے (زیور) میں پروان چڑھے (۱)

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی العثمانی المظہری (متوفی ۱۲۲۵ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

أی ينبت ويكبر في الحلية يعني النساء فان حسنهن منحصر في الصورة فيتزين بالحلية ليزدد حسنهن

یعنی جو زیورات میں پروان چڑھتی ہے تو اس سے مراد عورتیں ہیں کیونکہ ان کا حسن صورت میں منحصر ہوتا ہے اور زیورات سے آراستہ ہوتی ہیں تاکہ حسن بڑھ جائے۔ (۲)

امام فخر الدین محمد بن عمر تیمی رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۰۶ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

دلت الاية على ان التحلي مباح للنساء وانه حرام للرجال

Scanned with CamScanner

یعنی اس آیت سے ثابت ہوا کہ زیور عورتوں کے لئے جائز ہے اور مردوں کے لئے حرام ہے۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ مطلقاً عورتوں کو زیور پہننے کی اجازت ہے۔ اسی لئے علمائے کرام نے لوہا، تانبا، پیتل، سیسہ، کانچ، قیمتی پتھر، ہڈی وغیرہ کے زیورات پہننے کی اجازت دی ہے۔ (۳)

ابو علی احمد بن محمد بن اسحاق نظام الدین الحنفی الشاشی (متوفی ۳۴۴ھ) نے فقہ کا اصول لکھا ہے۔

اَلْمُطْلَقُ یَجْرِی عَلٰی اِطْلَاقِہٖ   مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے (۴)

بلکہ {فتاوی عالمگیری} میں تو لوہا، تانبا، یا اس کے مثل کوئی دھات، مثلاً پیتل وغیرہ کے بنے ہوئے زیورات پہننے کے جواز پر صریح جزئیہ موجود ہے۔

آرٹیفشل جیولری سے متعلق جماعۃ العلماء ہند کا موقف:

جماعۃ العلماء و نظام الدین بلخی (متوفی ۱۱۶۱ھ) نقل فرماتے ہیں:

وَلَا بَأْسَ لِلنِّسَاءِ بِتَعْلِیقِ الْخَرَزِ فِی شُعُورِهِنَّ مِنْ صُفْرٍ أَوْ نُحَاسٍ أَوْ شَبَةٍ أَوْ حَدِیدٍ وَنَحْوِهَا لِلزِّینَةِ وَالسُّوَارُ مِنْهَا وَلَا بَأْسَ بِشَدِّ الْخَرَزِ عَلٰی سَاقَیْ الصَّبِیِّ أَوْ الْمَهْدِ تَعْلِیلًا لَهُ كَذَا فِی الْقُنْیَةِ

یعنی اگر عورت زینت کے لئے اپنے بالوں میں پیتل یا تانبے یا اس کے مثل کوئی دھات یا لوہے وغیرہ کی چٹیا (پراندہ) بنا کر بالوں میں لٹکائے یا ان چیزوں کے کنگن پہنے تو مضائقہ نہیں ہے اور اگر بچہ کی پنڈلیوں میں باندھے یا اس کے بہلانے کو اس کے گہوارہ میں باندھ دے تو بھی مضائقہ نہیں ہے۔ (۵)

آرٹیفشل (Artificial) جیولری بھی، تانبے، پیتل، وغیرہ دھاتوں سے تیار کی جاتی ہے۔ اور یہ سب کچھ عورتوں کی زینت کے لئے بنایا جاتا ہے۔ یہاں اس بات کو واضح کر دینا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ فی زمانہ جو جیولری ہمارے ہاں رائج ہے، وہ صرف دو دھاتوں پیتل (Brass) اور تانبا (Copper) کو ملا کر بنائی جاتی ہے، جہاں تک ہم سے ہوسکا ہم کراچی کے مختلف کارخانوں میں گئے اور وہاں کے مالکان (Owners) اور کاریگروں (Workers) سے ملے ان سے معلومات حاصل کی، تو تمام کا اس پر اتفاق پایا کہ یہ جیولری دو دھاتوں کو ملا کر بنائی جاتی ہے، اس کو کاروباری حضرات منجوس، اور عوام اس کو آرٹیفشل جیولری (Artificial Jewellery) اور امیٹیشن (Imitation Jewellery) کہتے ہیں۔ بعض لوگ ان میں فرق سمجھتے ہیں جب کہ لغوی اعتبار سے یہ ہم معنی ہیں، یہ نقلی اور مصنوعی زیورات کہلاتے ہیں، یعنی سونے چاندی، ہیرے جواہرات کی نقل کی جاتی ہے۔ انگریزی میں مصنوعی یا نقلی اشیاء کو (Artificial Fabricated اور Imitation) کہتے ہیں، یعنی Not origination naturally made in imitation of some thing اور ان پر نکل (Nickel) کی پالش کی جاتی ہے جس سے ان میں چمک آجاتی ہے۔

اردو کی مشہور لغت کی کتاب فیروز اللغات میں ہے:

نکل کا معنی: ایک قسم کی سفید دھات جس کی جلا (چمک، صیقل) دوسری دھاتوں کے سامان پر کی جاتی ہے۔(۶)

نِکل (Nickel) اصل میں (Hard silvery metal) کہلاتا ہے۔اور بعض آرٹیفشل جیولرز (Artificial Jewellers) نے کہا کہ اس پر گلٹ کیا جاتا ہے، گلٹ کہتے ہیں سونے کا پانی چڑھانا، ملمع کرنا۔ملمع بھی دو طرح سے کیا جاتا ہے ایک فقط سونے یا چاندی کا پانی چڑھا دیا جاتا ہے اور دوسرا سونے یا چاندی کے پتر (پتلے ٹکرے) چڑھا دیے جاتے ہیں، اس کو انگریزی میں گلڈ (Gild) یعنی (Cover with a thin layer gold) کہا جاتا ہے۔دوسری صورت میں تو مطلقا جائز ہے، جیسا کہ {ردالمحتار} اور {فتاوی عالمگیری} اور دیگر کتب فقہ میں صریح جزئیات موجود ہیں۔

دھاتوں کا استعمال دو وجوہ سے ثابت ہے:

اس عبارت میں عورتوں کے لئے ان دھاتوں کے استعمال کا جواز دو وجوہ سے ثابت ہوا۔

{اولاً}:

پہننے اور لٹکانے کا صراحت کے ساتھ ذکر موجود ہے، اور چونکہ زیورات کا استعمال دو طرح کا ہوتا ہے، بدن کے کسی حصہ پر لٹکانا یا کسی حصہ میں پہننا اور پہننے میں لپیٹنا یا باندھنا دونوں شامل ہیں۔

امام برہان الدین علی بن ابی بکر مَرغینانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۳ھ) اس آیت مبارکہ (وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ) کے تحت لکھتے ہیں

وَالْمُرَادُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ مَوَاضِعُ الزِّينَةِ وَهِيَ مَا ذُكِرَ فِي الْكِتَابِ ، وَيَدْخُلُ فِي ذَٰلِكَ السَّاعِدُ وَالْأُذُنُ وَالْعُنُقُ وَالْقَدَمُ؛ لِأَنَّ كُلَّ ذَٰلِكَ مَوْضِعُ الزِّينَةِ

اللہ ہی بہتر جانتا ہے زینت سے مراد زینت کے مقام مراد ہیں، اور وہ یہ ہیں جو کتاب اللہ میں مذکور ہوئی (یعنی جن جگہوں پر زیورات پہنے جاتے ہیں) اور اسی میں کان، کلائی، گردن اور قدم بھی داخل ہیں۔ کیونکہ یہ سب زینت کی جگہیں ہیں۔

اس کے حاشیہ میں فرمایا:

والاذن موضع القرط والعنق والصدر والثدی مواضع الدمادج والساعدموضع السوار والساق موضع الخلخال والکف موضع الخاتم

یعنی کان بالی پہننے کی جگہ ہے، گردن، سینہ، چھاتی، ہار گلوبند پہننے کی جگہ، کلائی کنگن پہننے کی جگہ، پنڈلی پازیب پہننے کی جگہ، اور ہتھیلی یعنی انگلیاں انگوٹھی پہننے کی جگہ ہیں۔(۷)

بدن کے ان مختلف اعضاء پر زیورات پہنے بھی جاتے ہیں اور لٹکائے اور باندھے بھی جاتے ہیں۔

{ثانیاً}: لٹکانا پہننے کے مشابہ ہے:

یہ کہ جب ان دھاتوں کی اشیاء کا عورت کو بالوں میں لٹکانا جائز ہے تو پہننا بھی جائز ہے۔ کیونکہ لٹکانا پہننے کے مشابہ ہے۔

علامہ سید محمد امین ابن العابدین الشامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

أَنَّ التَّعْلِيقَ يُشْبِهُ اللُّبْسَ

بے شک لٹکانا پہننے کے مشابہ ہے (۸)

لہٰذا معلوم ہوا کہ ان دھاتوں کے زیورات کا پہننا، لپیٹنا، باندھنا یا بالوں وغیرہ میں لٹکانا جائز و مباح ہیں۔

کسی چیز کی ممانعت نص سے ثابت نہ ہو اسے ناجائز نہیں کہا جاسکتا:

ان نعمتوں میں سے لوہا، تانبا، پیتل وغیرہ بھی ہیں جن کو بندوں نے اللہ ہی کی دی ہوئی عقل سے ایک خوبصورت انداز میں ڈھال کر زیور کی صورت میں تبدیل کر دیا اس سے کئی اللہ کی ان باندیوں کی لاج رہ گئی جو غربت کی وجہ سے سونا، چاندی کے زیوروں کے استعمال کی استطاعت نہیں رکھتیں۔ اور ان کی خواہشوں کی تکمیل کا آسان زریعہ مہیا ہو گیا۔ لہٰذا جب تک ان نعمتوں کے استعمال کی ممانعت نص سے ثابت نہ ہو اسے ناجائز و حرام نہیں کہا جاسکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ

تم فرماؤ! کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی (۹)

امام ابو بکر احمد بن علی رازی جصاص رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۷۰ھ) اس آیت {قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ} کے تحت لکھتے ہیں:

یحتج بجمیع ذلک فی أن الأشیاء علی الإباحة مما لا یحظره العقل فلا یحرم منه شیء إلا ما قام دلیله (۱۰)

اس آیت مبارکہ سے بھی اشیاء میں اصل اباحت ہونے کی دلیل ملتی ہے۔ جب تک کہ حرمت کی دلیل موجود نہ ہو اس وقت تک کسی مباح چیز کو حرام نہیں کہا جاسکتا۔ اور جہاں تک زیورات کا استعمال کا تعلق ہے تو سونے و چاندی اور ہر دھات کے زیور کا استعمال عورتوں کے لئے تو جائز ہے مگر مردوں کے لئے صرف چاندی کی ایک نگ کی انگوٹھی وہ بھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی، اس کے علاوہ کسی بھی قسم کی دھات کی انگوٹھی، چھلے یا چینز جو آجکل کے نوجوان گلے یا کلائی میں پہنے نظر آتے ہیں سب ناجائز اور حرام ہیں۔ کیونکہ

اس میں عورتوں سے مشابہت ہے۔اور حدیث شریف میں ایسے پر لعنت فرمائی ہے۔

آرٹیفشل جیولری (Jewellery Artificial) کا استعمال مباح ہے:

(۱) عورتوں کے لئے آرٹیفشل جیولری (Jewellery Artificial) کا استعمال مباحات میں شامل ہے، اس لئے جائز ہے۔

مباحات یعنی وہ جس کا کرنا یا نا کرنا یکساں ہو۔اور فقہ کا اہم اصول ہے۔

علامہ سید محمد امین ابن العابدین الشامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

أَنَّ الْأَصْلَ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ, أَقُولُ: وَصَرَّحَ فِي التَّحْرِيرِ بِأَنَّ الْمُخْتَارَ أَنَّ الْأَصْلَ الْإِبَاحَةُ عِنْدَ الْجُمْهُورِ مِنْ الْحَنَفِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ

یعنی اصل اشیاء میں اباحت (یعنی مباح ہونا) ہے۔(علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ "تحریر" میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ جمہور حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک احکام میں اصل اباحت (مباح ہونا) ہے۔(۱۱)

ارشاد باری تعالی ہے: [عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا] اللہ انہیں معاف فرما چکا ہے(۱۲)

ابو الفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر الدمشقی الشافعی (متوفی ۷۷۴ھ) اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

عفا الله عنها أی ما لم يذكره فی كتابه فهو مما عفا عنه فاسكتوا أنتم عنها كما سكت عنها وفی الصحيح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال ذرونی ما تركتكم فإنما أهلك من كان قبلكم كثرة سؤالهم واختلافهم على أنبيائهم وفی الحديث الصحيح أيضاً إن الله تعالى فرض فرائض فلا تضيعوها وحد حدودا فلا تعتدوها وحرم أشياء فلا تنتهكوها وسكت عن أشياء رحمة ربكم غير نسيان فلا تسألوا عنها

یعنی وہ جس کا اللہ نے اپنی کتاب میں تذکرہ نہیں فرمایا یہ وہی چیز ہے جسے اللہ تعالی نے معاف فرمادیا اس لئے اس بارے میں منشائے الٰہی کے مطابق تم بھی خاموش رہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس چیز کے بیان کو میں نے ترک کر دیا ہے تم بھی اسے ویسا ہی رہنے دو، تم سے پہلے قومیں کثرت سوال اور انبیائے کرام کے ساتھ اختلافات کی وجہ سے ہلاک ہوگئیں۔ایک اور حدیث میں آتا ہے اللہ تعالی نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں انہیں ضائع مت کرو، اور کچھ حدود مقرر کی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزیں حرام ٹھرائی ہیں ان کی پردہ دری نہ کرو اور بعض باتوں سے دانستہ سکوت اختیار فرمایا ہے، یہ محض اس کی مہربانی ہے۔اسی لئے ایسی چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو۔(۱۳)

حدیث پاک میں بھی یہ اصول موجود ہے۔جیسا کہ ابو عیسی محمد بن عیسیٰ ترمذی السلمی (متوفی ۲۷۹ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّمْنِ وَالْجُبْنِ وَالْفِرَاءِ فَقَالَ: الْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ، وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے گھی، پنیر، اور پوستین (کھال کی قمیص، چغہ) کے متعلق سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو چیز حلال ہے اس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کر دیا اور جو چیز حرام ہے اس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کر دیا۔ اور جن کاموں یا چیزوں سے سکوت فرمایا یہ ان کاموں میں سے ہیں جن پر مواخذہ نہیں یعنی ان کا استعمال مباح ہے۔(۱۴)

علامہ مولانا علی بن سلطان القاری الحنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فِيْهِ أَنَّ الْأَصْلَ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ

یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اصل سب چیزوں میں مباح ہونا ہے۔(۱۵)

امام احمد رضا بن نقی علی ابن رضا علی القادری البریلوی (متوفی ۱۳۴۰ھ) لکھتے ہیں:

من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلة هو الصحة واما القول بالفساد او الکراهة فیحتاج الی حجة من الکتاب والسنة او اجماع الامة

یعنی یقینی بات ہے کہ اصل ہر مسئلہ میں صحت ہے اور فساد یا کراہت ماننا یہ اس بات کا محتاج ہے کہ قرآن یا حدیث یا اجماع امت سے اس پر دلیل قائم کی جائے۔(۱۶)

مذکورہ دلائل کی روشنی میں یہ امر باخوبی واضح ہوگیا کہ اصل اباحت ہے اور فساد و کراہت کے لئے قرآن یا حدیث یا اجماع امت سے دلیل مطلوب ہے اور آرٹیفشل (Artificial) جیولری کی ممانعت کسی نص سے ثابت نہیں۔

لوہے کی انگوٹھی سے متعلق روایت مع دلائل ونظریات:

یہ جاننا بھی نہایت ضروری ہے کہ ہمارے کسی بھی فقہائے کرام و آئمہ مجتہدین نے انگوٹھی کے سوا کسی چیز سے ممانعت نہیں فرمائی ۔ ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۳ھ) کا بھی یہی موقف ہے۔(۱۷)

لیکن یہ ممانعت ایسی نہیں جس پر سب متفق ہوں بلکہ بعض فقہائے کرام نے تو لوہے کی انگوٹھی کے جواز کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے اور اس میں مرد و عورت کی کوئی قید نہیں لگائی، اس کا ذکر مختلف کتب شروحات میں موجود ہے۔ جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ یہ ہے

استدلال روایت:

ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۶ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِي فَقَامَتْ طَوِيلًا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا قَالَ مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي فَقَالَ إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِيَّاهُ جَلَسْتَ لَا إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا فَقَالَ مَا أَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَلَمْ يَجِدْ فَقَالَ أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ قَدْ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی ذات کو آپ کے لیے ہبہ کر دیا اور کافی دیر تک کھڑی رہی تو ایک آدمی عرض گزار ہوا: اگر آپ کو حاجت نہیں تو اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیجئے۔ فرمایا: کیا تمہارے پاس اس کو مہر میں دینے کے لیے کچھ ہے؟ وہ عرض گزار ہوا: میرے پاس تو صرف یہی تہبند ہے۔ فرمایا: اگر تم یہ اسے دے دو گے تو تہبند سے محروم ہو جاؤ گے۔ کوئی اور چیز تلاش کرو۔ عرض کی: مجھے تو اور کوئی چیز نہیں ملتی، فرمایا: تلاش تو کرو خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی ملے۔ جب وہ بھی نہ پائی تو فرمایا: کیا تمہیں کچھ قرآن مجید آتا ہے؟

عرض گزار ہوا: جی ہاں فلاں فلاں سورتیں آتی ہیں اور ان کے نام لیے۔ فرمایا: میں نے تمہارے اس قرآن مجید جاننے کے باعث اس کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا۔ (۱۸)

لوہے کی انگوٹھی سے متعلق شافعیہ کا نظریہ:

عبدالرؤف بن تاج العارفین المناوی المصری الشافعی (متوفی ۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں:

نهى عن خاتم الذهب أى لبسه واتخاذه للرجال بدليل خبر هذان حرام على ذكور أمتي حل لإناثهم والنهى عن خاتم الذهب للتحريم وعن الحديد للتنزيه

یعنی سونے کی انگوٹھی پہننا یا بنوانا مرد کے لئے منع ہے اس حدیث کی وجہ سے کہ دو چیزیں حرام ہیں میری امت کے مردوں پر اور عورتوں کیلئے حلال ہیں۔ سونے کی انگوٹھی میں نہی تحریمی ہے اور لوہے کی انگوٹھی میں تنزیہی ہے۔ (۱۹)

علامہ امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی المصری الشافعی (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

فالتمس ولو خاتما من حديد استدل به على جواز لبس خاتم الحديد

یعنی اس حدیث کے ذریعے لوہے کی انگوٹھی پہننے کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے۔(۲۰)

امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

وفي هذا الحديث جواز اتخاذ خاتم الحديد وفيه خلاف للسلف

یعنی اس حدیث میں لوہے کی انگوٹھی بنانے کا جواز ہے اور اس میں اسلاف کا اختلاف ہے(۲۱)

لوہے کی انگوٹھی سے متعلق مالکیہ کا نظریہ:

ابوعبداللہ احمد بن شہاب الدین محمد الزرقانی المالکی (متوفی ۱۱۲۲ھ) لکھتے ہیں:

وفيه جواز التختم بالحديد واختلف فيه السلف فأجازه قوم إذ لم يثبت النهي عنه ومنعه قوم وقالوا كان هذا قبل النهي وقبل قوله إنه حلية أهل النار

یعنی اس حدیث میں لوہے کی انگوٹھی کا جواز ہے، اور اس میں اسلاف نے اختلاف کیا، تو ایک گروہ نے جائز کہا جب تک کہ نہی ثابت نہ ہو، اور ایک گروہ نے منع کیا۔ اور کہا یہ قول نہی والی روایت اور آپ ﷺ کے لوہے کی انگوٹھی کے بارے میں اس قول کہ {یہ جہنمی لوگوں کا زیور ہے} سے پہلے کا قول ہے۔(۲۲)

الحافظ یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر النمری القرطبی المالکی (متوفی ۴۶۳ھ) {التَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ} کے تحت لکھتے ہیں:

فدل على جواز استعماله والانتفاع به والله أعلم

پس یہ لوہے کی انگوٹھی کے استعمال اور اس سے فائدہ اٹھانے کے جواز پر دلیل ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے۔(۲۳)

لوہے کی انگوٹھی سے متعلق احناف کا نظریہ:

امام بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

فإن قلت إذا كان التختم بغير الفضة ماذا يكون حكمه قلت أما من الذهب فحرام على الرجال وأما من الحديد والرصاص والنحاس ونحوها فكذلك حرام مطلقا

اگر یہ کہا جائے کہ چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننے کا کیا حکم ہے؟ تو میں کہوں گا کہ مردوں پر سونے کی انگوٹھی پہننا

حرام ہے، اسی طرح لوہے، سیسے اور پیتل کی انگوٹھی پہننا مطلقاً حرام ہے۔(۲۴)

قابلِ غور نکتہ:

لامہ بدرالدین عینی نے سونے، لوہے، پیتل کی انگوٹھی کی حرمت کا اطلاق فقط مردوں پر کیا ہے۔ یہی حکم فتاویٰ شامی میں بھی موجود ہے۔

علامہ سید محمد امین ابن العابدین الشامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

فَالْحَاصِلُ: أَنَّ التَّخَتُّمَ بِالْفِضَّةِ حَلَالٌ لِلرِّجَالِ بِالْحَدِيثِ وَبِالذَّهَبِ وَالْحَدِيدِ وَالصُّفْرِ حَرَامٌ عَلَيْهِمْ بِالْحَدِيثِ

حاصل کلام یہ ہے کہ حدیث شریف کی رو سے چاندی کی انگوٹھی مردوں کے لئے حلال ہے، اور سونا، لوہا، پیتل کی انگوٹھی مردوں کے لئے حرام ہیں۔(۲۵)

مفتی احمد یار بن یار محمد خان نعیمی اشرفی بدایونی گجراتی (متوفی ۱۳۹۱ھ) لکھتے ہیں:

شاید اس فرمان عالی کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ (عورت کو) لوہے کی انگوٹھی بھی پہننا جائز ہے۔ ورنہ حضور ﷺ اس صحابی سے یہ کیوں فرماتے کہ اپنی بننے والی عورت کی مہر کیلئے لوہے کی انگوٹھی ہی تلاش کرلو۔ مگر یہ استدلال بہت کمزور ہے۔(۲۶)

راقم الحروف کا مقصد بیان مجمل کلام سے استدلالِ جواز نہیں، بلکہ احتمالِ جواز کو واضح کرنا ہے۔ تا کہ کوئی عورتوں کے حق میں مطلق ناجائز کے حکم کی جسارت نہ کرے۔ کیونکہ جب کلام مجمل ہوتا ہے تو اس کی حقیقی مراد معلوم نہیں ہوتی۔

الشیخ احمد ملا جیون بن ابی سعید الصدیقی الملکوی الحنفی (متوفی ۱۱۳۰ھ) لکھتے ہیں:

المراد به اشتباها لا یدرك بنفس العبارة بل بالرجوع الی الاستفسار ثم الطلب ثم التامل

مجمل کی مراد اس قدر مشتبہ ہوتی ہے کہ نفس عبارت سے معلوم نہ ہوتی بلکہ متکلم سے استفسار پھر طلب اور پھر تامل کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے(۲۷)

علامہ عبدالبر النمری القرطبی جیسی ہستی اس موقع پر انگوٹھی کے استعمال کے جواز کا قول فرمانے کے بعد { واللہ اعلم } کہہ کر گزر گئے۔ تو عورتوں کے حق میں اس کو ناجائز کہنے والوں کو سوچنا چاہیے۔

توجہ طلب!

اور ہم مطلق جواز کے قائل نہیں کیونکہ مردوں کے حق میں صراحت کے ساتھ نص موجود ہے، مگر دلائل سے اتنا تو بخوبی واضح

ہوگیا کہ عورتوں کے حق میں جواز کا بدرجہ اولی احتمال موجود ہے۔

اور مذکورہ دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ بعض فقہاء کرام نے مکروہ تحریمی فرمایا بعض نے تنزیہی، اور بعض نے تو مطلقا لوہے کی انگوٹھی کے جواز کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے، تو جب مطلقا پہننے کے جواز کا استدلال کیا گیا ہے تو اس سے بدرجہ اولی عورتوں کے لئے جواز کا استدلال کرنا جائز ہوا۔ اور پھر صریح دلالت بھی موجود ہے۔

جیسا کہ {فتاوی عالمگیری} کا حوالہ گزرا اس میں لوہا، تانبا، پیتل وغیرہ کے دھاتوں کے بنے ہوئے دوسرے زیورات پہننے کے جواز پر صریح جزئیہ موجود ہے۔

لہذا مذکورہ دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ جب عورتوں کے حق میں لوہے کی انگوٹھی کا جواز ثابت ہوتا ہے تو بدرجہ اولی عورتوں کا آرٹیفشل (Artificial) جیولری پہننا بلا کراہت جائز ہوا۔ بلکہ یوں کہہ لیں کہ عورتوں کا آرٹیفشل (Artificial) جیولری مع انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ انگوٹھی کا ذکر الگ سے اس لئے کیا ہے کہ اگر کسی کے ذہن میں کوئی خدشہ ہو تو وہ بھی دور ہو جائے، کیونکہ "خجندی" میں لوہے، تانبے، پیتل اور سیسے کی بنی ہوئی انگوٹھی کا پہننا مرد و عورت دونوں کے لئے مکروہ لکھا ہے۔ جیسا کہ {الفتاوی الهندية} اور {الجوهرة النيرة} میں {خجندی} کے حوالے سے لکھا ہے۔ اور

علامہ سید محمد امین ابن العابدین الشامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) {الجوهرة النيرة} کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وَالتَّخَتُّمُ بِالْحَدِيدِ وَالصُّفْرِ وَالنُّحَاسِ وَالرَّصَاصِ مَكْرُوهٌ لِلرَّجُلِ وَالنِّسَاءِ

لوہے، تانبے، پیتل اور سیسے کی بنی ہوئی انگوٹھی کا پہننا مرد و عورت دونوں کے لئے مکروہ ہے (۲۸)

لوہے کی انگوٹھی بھی مطلقاً ممنوع نہیں:

علامہ سید محمد امین ابن العابدین الشامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِأَنْ يَتَّخِذَ خَاتَمَ حَدِيدٍ قَدْ لُوِيَ عَلَيْهِ فِضَّةٌ وَأُلْبِسَ بِفِضَّةٍ حَتَّى لَا يُرَى

یعنی لوہے کی انگوٹھی پر جب چاندی چڑھا دی گئی ہو یا ملمع کردی گئی ہو یہاں تک کہ لوہا نظر نہ آئے تو ایسی انگوٹھی پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ (۲۹)

فی زمانہ اس کی وضاحت بہت ضروری ہے، کیونکہ علامہ خجندی کے سوا ان دھاتوں کی انگوٹھی کو عورتوں کے حق میں کسی نے مکروہ نہیں کہا۔ جس نے بھی عورتوں کے حق میں ان دھاتوں کی انگوٹھی کو مکروہ لکھا وہ واسطہ یا بلا واسطہ علامہ خجندی کے حوالے سے ہی لکھا۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

{خجندی} کی عبارت میں ان دھاتوں کی انگوٹھی کو مکروہ لکھا ہے۔ اور فقہائے کرام مکروہ کا لفظ حرام، تحریمی اور تنزیہی ان تینوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

علامہ سید محمد امین ابن العابدین الشامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

الکراھۃ لابد لہامن دلیل خاص وبذلک یندفع الاشکال لان المکروہ تنزیہا الذی ثبتت کراھۃ بالدلیل یکون خلاف الاولی ولایلزم من کون الشئ خلاف الاولی ان یکون مکروھا تنزیہا مالم یوجد دلیل الکراھۃ۔

یعنی کراہت کیلئے دلیل خاص ضروری ہے اور اس سے اشکال مرتفع ہوجائے گا اس لئے کہ مکروہ تنزیہی وہ ہے جس کی کراہت دلیل سے ثابت ہو وہ خلاف اولی ہوگا اور کسی چیز کے خلاف اولی ہونے سے یہ لازم نہیں کہ وہ مکروہ تنزیہی بھی ہو، تاوقتیکہ دلیل کراہت نہ پائی جائے۔(۳۰)

علامہ شیخ زین الدین بن ابراھیم ابن نجیم المصری الحنفی (متوفی ۹۷۰ھ) اسی بات کی تصریح فرماتے ہیں:

إِذَا ذَكَرُوا مَكْرُوهًا فَلَا بُدَّ مِنَ النَّظَرِ فِي دَلِيلِهِ. فَإِنْ كَانَ نَهْيًا ظَنِّيًّا يُحْكَمُ بِكَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ إِلَّا لِصَارِفٍ لِلنَّهْيِ عَنِ التَّحْرِيمِ إِلَى النَّدْبِ. فَإِنْ لَمْ يَكُنِ الدَّلِيلُ نَهْيًا بَلْ كَانَ مُفِيدًا لِلتَّرْكِ الْغَيْرِ الْجَازِمِ فَهِيَ تَنْزِيهِيَّةٌ.

یعنی جب فقہاء کرام مکروہ کا ذکر کریں تو قاری کو چاہئے کہ وہ اس کی دلیل میں غور کرے اگر وہ نہی ظنی ہوتو اس پر مکروہ تحریمی ہونے کا حکم لگایا جائے گا مگر یہ کہ ایسی دلیل آجائے جو اس کو تحریم سے ندب (مستحب) کی طرف پھیر دے اور اگر دلیل نہی نہ ہو اور کسی غیر لازم چیز کے ترک کا فائدہ دے تو وہ کراہت تنزیہی ہوگی۔(۳۱)

علامہ سید محمد امین ابن العابدین الشامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے، اور مزید آگے لکھتے ہیں:

الْمَكْرُوهُ تَنْزِيهًا وَمَرْجِعُهُ إِلَى مَا تَرْكُهُ أَوْلَى

یعنی مکروہ تنزیہی کا مرجع خلاف اولی ہے۔(۳۲)

لہٰذا مذکورہ عبارات اور بالخصوص صاحب بحر کی تصریح سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر وہ شئے مکروہ تنزیہی قرار دی جائے جس سے متعلق کوئی قرینہ صارفہ موجود ہو، یا اس سے متعلق دلیل نہی نہ ہو، اور کسی غیر لازم چیز کے ترک کا فائدہ دے۔

عورتوں کے حق میں انگوٹھی کو مکروہ تحریمی نہیں کہا جاسکتا:

جماعۃ العلماء، ونظام الدین بلخی (متوفی ۱۱۶۱ھ) نے {باب العاشر فی استعمال الذھب والفضۃ} میں جہاں عورتوں کے حق میں ان دھاتوں کی انگوٹھی کو مکروہ لکھا ہے وہاں {باب العشرون فی الزینۃ واتخاذ الخادم للخدمۃ} میں ان دھاتوں کے

پراندے (چٹیا) اور کنگن پہننے کو صریح طور پر جائز کہا گیا ہے۔ جیسا کہ بیان گزرا۔

لہذا جب عورتوں کو ان دھاتوں کی دیگر اشیاء پہننے کی مطلقاً اجازت ہے تو فقط انگوٹھی کی ممانعت کہاں سے ثابت ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ عورتوں کے لئے انگوٹھی کی ممانعت پر کوئی نہی بھی موجود نہیں۔ اور غیر لازم چیز کے ترک کا فائدہ دے رہی ہے، کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے کہ عورتوں کو ان دھاتوں کی انگوٹھی پہننا کوئی لازم فعل نہیں ہے تو اس کے ترک کا کیا فائدہ۔ اور جیسا کہ معلوم ہوا کہ کراہت تنزیہی کے لئے دلیل کا ہونا ضروری ہے، اور عورتوں کے حق میں ممانعت کی کوئی دلیل بھی نہیں، لہذا اس قرینہ صارفہ کی بناء پر مذکورہ تصریح کی روسے عورتوں کے حق میں ان دھاتوں کی انگوٹھی کو مکروہ تنزیہی تو کہا جاسکتا ہے لیکن تحریمی نہیں کہا جاسکتا۔

{ردالمحتار مع در المختار} کی عبارت سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی کا مرجع خلاف اولی ہے تو بالآخر یہ نتیجہ نکلا کہ عورتوں کا ان دھاتوں کی انگوٹھی پہننا صرف خلاف اولی ہے یعنی نہ پہننا بہتر ہے، اور اگر پہنے تو شرعاً کوئی گرفت نہیں۔ {ان المکروہ تنزیھا لیس بمعصیة} کیونکہ مکروہ تنزیہی گناہ نہیں ہوتا۔

اور یہ نتیجہ بھی فقط علامہ خجندی کے قول کراہت کی بناء پر نکالا۔ ورنہ راقم الحروف کا مؤقف تو یہ ہے کہ عورتوں کا ان دھاتوں کی انگوٹھی پہننا بلا کراہت جائز ہے۔ اور جن فقہاء کرام نے اس کو مکروہ کہا ہے وہ قول احوط پر مبنی ہے، اور یہ حکم ان کے زمانے کے اعتبار سے تھا۔ فی زمانہ عرف وتعامل کی بناء پر اس پر عمل ممکن نہیں۔

امام عبدالغنی بن اسماعیل النابلسی الدمشقی الحنفی القادری (متوفی ۱۱۴۳ھ) لکھتے ہیں:

فی زماننا ھذا لا یمکن الاخذ بالقول الاحوط فی الفتوی الذی افتی بہ الائمة وھو ما اختار الفقیہ ابو الیث (ملخصاً)

یعنی ہمارے زمانے میں قول احوط کو لینا جس پر آئمہ کرام نے فتوی دیا ہے ممکن نہیں، اسی کو فقیہ ابوالیث نے اختیار فرمایا ہے (۳۳)

مفتی اپنے زمانے کے اعتبار سے فتویٰ دیتا ہے:

علامہ خجندی کا عورتوں کے حق میں اس کو مکروہ فرمانا اپنے زمانہ کے اعتبار سے تھا، اور فقہ کی دنیا کے کسی بھی طفل مکتب سے یہ امر مخفی نہیں کہ ہر مفتی اپنے دور کے عرف اور تعامل کے اعتبار سے کلام کرتے اور فتوی دیتے ہیں۔

علامہ سید محمد امین ابن العابدین الشامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

لَا بُدَّ لَهُ مِنْ مَعْرِفَةِ عُرْفِ زَمَانِهِ وَاَحْوَالِ اَهْلِهِ

یعنی مفتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے زمانہ کا عرف جانتا ہو اور اہل زمانہ کے احوال سے واقف ہو۔ (۳۴)

یعنی فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ والوں کے حالات ان کے معاملات، طور طریقے، عرف کو نہیں جانتا ہو وہ

جاہل اور نادان ہے ۔ لہٰذا علامہ خجندی نے بھی اپنے دور کے اعتبار سے اسے مکروہ فرمایا کیونکہ اس وقت آرٹیفشل جیولری (Jewellery Artificial) یا آرٹیفشل انگوٹھی (Ring Artificial) کا رواج عام نہ تھا۔ لیکن فی زمانہ آرٹیفشل (Artificial) جیولری اور انگوٹھی کا رواج اس قدر عام ہوگیا ہے کہ نہ صرف کراچی بلکہ پاکستان کے تقریباً ہر شہر میں اسے بکثرت پہنا جاتا ہے اور نہ صرف پاکستان بلکہ راقم الحروف کی معلومات کے اعتبار سے عرب و عجم میں اور بالخصوص مشرق و مغرب، کے تقریباً تمام ہی ممالک میں اور دنیا بھر میں اسے کثرت کے ساتھ پہنا اور سراہا جارہا ہے۔ یہی وہ عرف عام و تعامل ہے جسے فقہائے کرام مذہب ارجح میں صالح تخصیص نص و ترک قیاس مانتے ہیں۔

عرف و تعامل کی وجہ نص میں تخصیص:

علامہ سید محمد امین ابن العابدین الشامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) اپنے رسالہ {نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف} میں لکھتے ہیں:

ان العرف معتبر ان کان عاما فان العرف العام یصلح مخصصا کما مر عن التحریر و یترک به القیاس

یعنی بے شک عرف معتبر ہوتا ہے اگر عام ہو کیونکہ عام تخصیص (فی النص) کی صلاحیت رکھتا ہے جیسا کہ تحریر کے حوالے سے گزرا اور اس کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔(۳۵)

علامہ سید محمد امین ابن العابدین الشامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) اپنے رسالہ {شرح العقود رسم المفتی} میں فرماتے ہیں:

والتعامل حجة یترك به القیاس و یخص به الاثر

یعنی تعامل ایسی حجت ہے کہ اس کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور روایت میں تخصیص کر لی جاتی ہے۔(۳۶)

امام احمد رضا بن نقی علی ابن رضا علی القادری البریلوی (متوفی ۱۳۴۰ھ) لکھتے ہیں:

علمائے کرام جس عرف عام کو فرماتے ہیں کہ قیاس پر قاضی ہے اور نص اس سے متروک نہ ہوگا مخصوص ہو سکتا ہے وہ یہی عرف حادث شائع ہے کہ بلاد کثیرہ میں بکثرت رائج ہو۔(۳۷)

عرف و تعامل کے مطابق فتویٰ کی ایک مثال:

علامہ سید محمد امین ابن العابدین الشامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) اپنے رسالہ {نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف} میں ''ذخیرۃ'' کے حوالے سے فرماتے ہیں:

اذا اشتری ثمار بستان وبعضها قد خرج وبعضها لم یخرج فهل یجوز هذا البیع، ظاهر المذهب انه لا یجوز وکان شمس الائمة الحلوانی یفتی بجوازه فی الثمار والباذنجان والبطیخ وغیر ذلک وکان یزعم انه مروی عن اصحابنا

یعنی جب باغ اس حالت میں خریدا کہ اس کا کچھ پھل ظاہر ہوا اور کچھ نہ ظاہر ہوا تو کیا یہ جائز ہوگا؟ کیونکہ ظاہر مذہب یہ ہے کہ ناجائز ہے، حالانکہ شمس الائمہ حلوانی پھلوں، بینگن، تربوز وغیرہ میں اس کے جواز کا فتوی دیا کرتے تھے اور انکا خیال تھا کہ یہ جواز ہمارے اصحاب سے مروی ہے۔ (۳۸)

بعض احکامِ شرعیہ کا دارو مدار عرف وتعامّل پر ہوتا ہے:

علامہ شیخ زین الدین بن ابراھیم ابن نجیم المصری الحنفی (متوفی ۹۷۰ ھ) انگوروں کے پھل کی بیع سے متعلق عرف کا لحاظ رکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

استحسن فیه لتعامل الناس فإنهم تعاملوا بیع ثمار الکرم بهذه الصفة ولهم فی ذلك عادة ظاهرة وفی نزع الناس عن عاداتهم حرج

یعنی لوگوں کے تعامل کی وجہ سے انہوں نے اس کو پسند کیا، کیونکہ وہ انگوروں کے پھل کا اسی حالت میں لین دین کرتے ہیں، اور لوگوں کی یہ عادت معروف ہے جب کہ لوگوں کی عادت چھڑانا حرج کی بات ہے۔ (۳۹)

بالخصوص اس عبارت سے معلوم ہوا کہ لوگوں کی عادت چھڑانا بہت مشکل اور حرج پر مبنی ہے لہذا فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالی علیہم اجمعین ایسی صورت میں قیاس کو ترک اور نص میں تخفیف فرما کر عرف اور تعامل وغیرہ کی وجہ سے جواز کا فتوی عنایت فرماتے تھے۔

علامہ محمد علاؤالدین علی بن الحصکفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

اَلْفَتْوٰی عَلٰی عَادَةِ النَّاسِ

یعنی کہ فتوی لوگوں کی عادت پر ہوگا (۴۰)

جواز کی دو وجوہات کی وضاحت:

لہذا فی زمانہ اس کے جواز کی دو وجوہات ہوئیں:

اولاً: تو یہ کہ آرٹیفشل (Artificial) انگوٹھی پہننے کا رواج عام ہوگیا ہے۔ لہذا ابتلائے عام کی وجہ سے اس کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

ثانیاً: عورتوں سے متعلق آرٹیفشل (Artificial) انگوٹھی کے ناجائز ہونے پر کوئی نص موجود نہیں۔

فی زمانہ عورتوں کے لئے آرٹیفشل (Artificial) انگوٹھی کا استعمال بلا کراہت جائز ہے۔ کیونکہ جس حدیث مبارکہ سے

استدلال کر کے فقہائے کرام نے مردوں اور عورتوں کے لئے آرٹیفشل (Artificial) انگوٹھی کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اس حدیث سے مطلق حرمت ثابت کرنے والوں کے جواب میں فقہاء کرام نے فقط مردوں کے حق حرمت کی تخصیص فرمائی ہے۔

استدلالِ روایت اور فقہاء کرام کا جواب:

امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلاً، جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَهٍ. فَقَالَ لَهُ: مَا لِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الأَصْنَامِ فَطَرَحَهُ، ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ: مَا لِي أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مِنْ أَيِّ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ، قَالَ: اتَّخِذْهُ مِنْ وَرِقٍ، وَلاَ تُتِمَّهُ مِثْقَالاً.

حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کیا بات ہے تجھ سے بتوں کی بو آتی ہے؟ اس نے وہ انگوٹھی پھینک دی۔ پھر وہ لوہے کی انگوٹھی پہن کر آیا تو آپ نے پھر فرمایا: کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ اس شخص نے وہ انگوٹھی بھی پھینک دی اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ ارشاد فرمایا: چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال (یعنی ساڑھے چار ماشے) پورا نہ کرو۔ (۴۱)

جمہور فقہاء نے اس حدیث سے صرف مردوں کے لئے حرمت ثابت کی ہے۔ جیسا کہ طحطاوی علی الدر میں بھی ہے۔ بلکہ علامہ سید محمد امین ابن العابدین الشامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) اس حدیث کو نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:

فَالْحَاصِلُ: أَنَّ التَّخَتُّمَ بِالْفِضَّةِ حَلَالٌ لِلرِّجَالِ بِالْحَدِيثِ وَبِالذَّهَبِ وَالْحَدِيدِ وَالصُّفْرِ حَرَامٌ عَلَيْهِمْ بِالْحَدِيثِ

یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ حدیث شریف کی رو سے چاندی کی انگوٹھی مردوں کے لئے حلال ہے، اور سونا، لوہا، پیتل مردوں کے لئے حرام ہیں۔ (۴۲)

فی زمانہ چونکہ آرٹیفشل جیولری پر عرف وتعامل ہو چکا ہے کہ ہر عام وخاص، امیر وغریب، عوام وعلماء کرام کی عورتیں استعمال کرتی ہیں، لہٰذا عرف وتعامل کا اعتبار کر کے نص کی تخصیص مردوں کے ساتھ کریں گے اور عورتوں کے لیے حکم جواز ہوگا۔ اس بات کی صراحت جمہور فقہاء سے بھی ملتی ہے۔

رہا عورتوں کے حق میں آرٹیفشل (Artificial) انگوٹھی کا حکم تو یہ جاننا چاہئے کہ عورتوں کے حق میں انگوٹھی کی حرمت منصوص

نہیں بلکہ جس حدیث شریف سے فقہائے کرام رحمھم اللہ علیہم اجمعین نے مردوں کے لئے کراہت کو ثابت کیا ہے اس میں عموم علت کا اعتبار کرتے ہوئے عورتوں کو بھی داخل کرلیا گیا، لہذا آرٹیفشل (Artificial) انگوٹھی کی کراہت عورتوں کے حق میں قیاسی ہے۔ اور دوسری طرف عورتوں میں آرٹیفشل (Artificial) جیولری مع انگوٹھی میں تعامل ہوگیا ہے، اور جیسا کہ ہم نے لکھا ہے عرف عام کی وجہ سے نص میں تخصیص اور قیاس کو چھوڑا جاسکتا ہے۔ بالکل اسی طرح تعامل کی وجہ سے بھی نص میں تخصیص اور قیاس کو چھوڑا جاسکتا ہے۔

اگر فی زمانہ اسی موقف پر قائم رہا جائے اور اس کے استعمال کو مکروہ اور اس کو پہن کر نماز کو مکروہ تحریمی قرار دیا جائے تو عورتوں کی اکثریت ہے جو اس پر قائم اور عامل نظر آتی، تو یہ سب گنہگار اور اپنی نمازوں کو برباد کرنے والی قرار پائیں گی جو کہ بہت بڑا حرج عظیم ہوگا۔

ابتلاء عام کے باوجود عدمِ جواز کا حکم دینا امت کو فاسق بنانا ہے:

امام احمد رضا ابن نقی علی خاں القادری البریلوی (متوفی ۱۳۴۰ھ) اپنے رسالے {حقة المرجان لمهم حكم الدخان} میں حقہ پینے سے متعلق ابتلاء عام ہوجانے پر ارشاد فرماتے ہیں:

ایسی حالت میں کہ عجماً و عرباً شرقاً و غرباً عام مؤمنین بلاد و بقاع تمام دنیا کو اس سے ابتلا ہے تو عدم جواز کا حکم دینا عامۃ امت مرحومہ کو معاذ اللہ فاسق بنانا ہے جسے ملت حنفیہ سمحہ سہلہ غرا بیضا ہرگز گوارا نہیں فرماتی، اسی طرف علامہ جزری نے {العقود الدرية} میں اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے:

ی الافتاء بحله دفع الحرج عن المسلمین

یعنی اس کے حلال ہونے کا فتوی دینے میں مسلمانوں سے دفع حرج ہے

میں کہتا ہوں کہ ہماری اس سے مراد یہ نہیں کہ عام مسلمان اگر کسی حرام میں مبتلا ہوجائیں تو وہ حلال ہوجاتا ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ عموم بلوی شرعی طور پر اسباب تخفیف میں سے ہے، کوئی تنگی نہیں جس میں وسعت نہ پیدا ہو، جب یہ معاملہ ایک اختلافی مسئلہ میں واقع ہوا تو مسلمانوں کو تنگی سے بچانے کے لئے آسانی کی جانب کو ترجیح ہوگی۔ خادم فقہ پر پوشیدہ نہیں کہ جیسے یہ ضابطہ طہارت و نجاست میں جاری ہے ایسے ہی حرمت و اباحت میں بھی جاری ہے۔ (۴۳)

شریعت میں نرمی و رخصت کے پہلو غالب ہے:

لہذا جہاں شریعت نے نرمی اور رخصت کا پہلو رکھا ہے اس سے پورا استفادہ کر کے عوام کو فاسق و فاجر ہونے سے بچایا جائے گا۔

یہی حکم شریعت اور صاحب شریعت اللہ واس کے رسول ﷺ کا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ

اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا (۴۴)

امام جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا یہی مفہوم ہے کہ اللہ بندوں پر آسانیاں چاہتا ہے اس لئے اس نے دین میں تنگی نہ رکھی، بلکہ اس کا پسندیدہ دین وہ ہے جو سیدھا اور معتدل ہو۔ اسی لئے ارشاد فرمایا: {وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ} "اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام ہی دین ہے"۔ اور ارشاد فرمایا کہ ہم نے تم کو آسانیاں پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے تنگیاں پیدا کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا۔ اور ایک روایت میں تو ارشاد فرمایا کہ اللہ اس امت پر نرمی و آسانی چاہتا ہے تنگی و دشواری نہیں چاہتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا ارشاد فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے جب بھی دو کاموں میں سے کسی کام کو اختیار فرمایا تو جو دونوں میں زیادہ آسان ہوتا اسے اختیار فرماتے، ایک روایت میں ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے آسان، معتدل، اور کشادہ دین کی راہ ڈالی، اور تنگی نہ بنائی۔ اسی قاعدہ کے تحت علمائے کرام شریعت کے مسائل میں رخصت اور تخفیف فرماتے ہیں۔ (۴۵)

مذکورہ دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ شریعت میں بندوں کے تعامل و ضرورت، تنگی و مشقت کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے، اسی وجہ سے فقہ میں ایسے اصول و قواعد موجود ہیں جن کی وجہ سے حاجات کے تحت شرعی احکام میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

تغیرِ زمانہ سے تبدُّلِ مسائل پر ایک نظر:

محمد امجد علی بن جمال اللہ بن خدا بخش اعظمی حنفی برکاتی (متوفی ۱۳۶۷ھ) لکھتے ہیں:

بعض احکام ظنیہ میں مصلحت یا ضرورت یا عموم بلوی وغیرہ وجوہ سے علماء کرام نے زیادت و نقص و خلاف کا حکم دیا ہے اور اس کے نظائر کتب فقہ میں کثیر ہیں کہ متقدمین نے ایک قول پر فتوی دیا اور متاخرین نے اس کے خلاف پر۔ بعض احکام کہ مرور زمانہ سے متبدل ہو گئے"۔ اور جو مسائل زمانہ کی وجہ سے بدل گئے ان کی چند مثالیں پیش فرمائیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں عورتوں کو مسجد سے روکنا منع تھا کہ ارشاد فرمایا:

إِذَا اسْتَأْذَنَتْ أَحَدَكُمُ امْرَأَتُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا

جب تم میں سے کسی کی عورت مسجد جانے کی اجازت مانگے تو اسے منع نہ کرے۔

امام بخاری و مسلم و نسائی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے:

لَا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ

یعنی اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجد سے نہ روکو

مگر جب حالت زمانہ متغیر ہوگئی اور صلاح فساد سے متبدل ہوا تو خود ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

لَوْ رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کو دیکھا ہوتا جن کو ہمارے زمانہ کی عورتیں کرتی ہیں تو ان کو مسجدوں سے منع فرمادیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں مسجدوں سے روک دی گئیں۔ پھر اور زمانہ بدلا تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوان عورتوں کو مطلقاً اور بوڑھیوں کو بعض اوقات میں منع فرمایا۔ پھر اور بدلا تو متاخرین نے عورتوں کو مطلقاً منع فرمادیا۔ اور اب اسی پر عمل ہے۔(۴۶)

تغیرِ زمانہ سے تبدّلِ مسائل کی حقیقت:

محمد امجد علی بن جمال اللہ بن خدا بخش اعظمی حنفی برکاتی (متوفی ۱۳۶۷ھ) لکھتے ہیں:

حقیقۃً ان سب صور میں تبدیل احکام نہیں، بلکہ {الضرورات تبیح المحظورات} پر نظر ہے۔ یا {اذا ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما} کا لحاظ ایسے امور کی طرف داعی ہوتا ہے، یا اختلاف زمانہ و مصالح مسلمین انکی مقتضی ہوتی ہیں کہ یہ حالت اگر زمانہ متقدم میں پائی جاتی تو اس وقت بھی یہی حکم ہوتا جواب ہے اور متقدمین بھی اسی پر فتوے دیتے جس پر متاخرین نے دیا۔(۴۷)

اور یہی فقہ کا اصول بھی ہے جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ امام ابو محمد فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی (متوفی ۷۴۳ھ) لکھتے ہیں:

وَلَا يُنْكَرُ تَغَيُّرُ الْأَحْكَامِ لِتَغَيُّرِ الزَّمَانِ

یعنی زمانہ کی تبدیلی کے سبب احکام کی تبدیلی کا انکار نہیں کیا جائے گا(۴۸)

علامہ شیخ زین الدین بن ابراھیم ابن نجیم المصری الحنفی (متوفی ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

و کم من شیء یختلف باختلاف الزمان والمکان

بہت سی چیزیں زمان و مکان کے اختلاف سے مختلف ہوجاتی ہیں(۴۹)

تبدّلِ احکام کے اسبابِ مختلفہ:

اور یہ احکام فقط زمانہ کی وجہ سے تبدیل نہیں ہوئے بلکہ ان کے مختلف اسباب ہوتے ہیں۔

امام احمد رضا ابن نقی علی خاں القادری البریلوی (متوفی ۱۳۴۰ھ) اپنے رسالہ {اجلی الاعلام ان الفتوی مطلقا علی قول

الامام} کے پانچویں مقدمہ میں قول کی دو قسمیں صوری اور ضروری سے متعلق کلام فرماتے ہوئے اسباب ستہ مرقوم فرماتے ہیں جن سے قول امام بدل جاتا ہے اور ایسی صورت میں قول صوری کو اختیار کرنے میں مخالفت اور ضروری کو اختیار کرنے میں موافقت ہوتی ہے:
اسباب ستہ درج ذیل ہیں: (۱) ضرورت (۲) حرج (۳) عرف (۴) تعامل (۵) اہم مصلحہ (۶) فساد اور یہ اس لئے ہیکہ ضرورتوں کا استثناء حرج کا دفع کرنا اور مصالح دینیہ کی رعایت جو زیادہ مفاسد سے خالی ہوں اور مفاسد کو دور کرنا، عرف کو اختیار کرنا اور تعامل پر عمل کرنا یہ ایسے شرعی قواعد کلیہ ہیں جو سب کو معلوم ہیں، اور آئمہ یا تو انکی طرف مائل ہیں یا ان کے قائل ہیں یا ان پر اعتماد کرتے ہیں اگر کسی مسئلہ میں امام کی نص موجود ہو اور پھر یہ مغیرات پائے جائیں تو ہم قطعی طور پر یہ جان لیں گے کہ اگر یہ امور حضور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں ہوتے تو آپ کا قول ان کے مقتضا پر ہوتا نہ کہ ان کے خلاف، تو ایسی صورت میں ان کے ضروری قول پر عمل ہے، نہ یہ کہ آپ کے منقول قول پر جمود ہے۔(۵۰)

خلاصہ دلائل ونظریات: (راقم الحروف کا مؤقف)

مذکورہ تمام دلائل مع ابحاث کے یہ بات ثابت ہوئی کہ زیورات عورت کی زینت ہیں اور اُسی کا حق ہے۔

لہٰذا علماء و فقہاء کرام کے اقوال کی روشنی میں راقم الحروف کے نزدیک عورتوں کے لیے آرٹیفشل جیولری (Jewellery Artificial) کا استعمال جائز ہے۔اب چونکہ عورتوں کا آرٹیفشل جیولری (Jewellery Artificial) اور آرٹیفشل انگوٹھی پہننے پر ابتلاء عام ہو چکا ہے، لہٰذا ہمارے زمانہ کے اعتبار سے ان دھاتوں کے بنے ہوئے زیورات مع انگوٹھی کے پہننا تعامل کی وجہ سے جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ماخذ و مراجع (Bibliography)

(۱) القرآن المجید، سورۃ الزخرف، سورۃ نمبر: ۴۳، پارہ: ۲۵، آیۃ: ۱۸

(۲) المظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی العثمانی المظہری (متوفی ۱۲۲۵ھ)۔ التفسیر المظہری، سورۃ الزخرف، تحت الآیۃ: ۱۸، ج ۱، ص ۳۵۰۵۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۱۲ھ۔

(۳) رازی، فخر الدین محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی شافعی (۵۴۴ھ/۶۰۴ھ)۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۰۲، ج ۲۷ ص ۱۷۴۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۱ھ۔

(۴) شاشی، ابو علی احمد بن محمد بن اسحاق نظام الدین الحنفی (متوفی ۳۴۴ھ) اصول الشاشی، الفصل الثانی، بحث جواز التوضی بماء الزعفران وأمثالہ، ج ۱، ص ۳۳۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ۔

(۵) نظام الدین بلخی، و جماعۃ العلماء (۱۰۲۸ھ/۱۱۱۸ھ)۔ الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب العشرون فی الزینۃ واتخاذ الخادم للخدمۃ، ج ۴۴، ص ۴۵۔ کوئٹہ، پاکستان: المکتبۃ الرشیدیۃ۔

(۶) فیروز الدین۔ فیروز اللغات (اردو) ص ۱۴۴۱۔ لاہور، پاکستان: فیروز سنز۔

(۷) مرغینانی، ابو الحسن علی بن ابو بکر بن عبد الجلیل (۵۱۱ھ-۵۹۳ھ)۔ الہدایہ شرح البدایہ، کتاب المأذون، فصل فی الوطی والنظر والمس، ج ۴ ص ۸۶۔ بیروت، لبنان: المکتبۃ الاسلامیہ۔

(۸) ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴ھ/۱۳۰۶ھ)۔ رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج ۲۶ ص ۳۴۵۔ المکتبۃ الشاملۃ۔

(۹) القرآن المجید، سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر: ۷، پارہ: ۸، آیۃ: ۳۲

(۱۰) جصاص، ابو بکر احمد بن علی رازی (۳۰۵ھ/۳۷۰ھ)۔ احکام القرآن، سورۃ البقرۃ، ج ۱، ص ۳۳۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۵ھ۔

(۱۱) ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴ھ/۱۳۰۶ھ)۔ رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطھارۃ، مطلب الفرق بین النیۃ والقصد والعزم، ج ۱، ص ۱۰۵۔ المکتبۃ الشاملۃ۔

(۱۲) القرآن المجید، سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر ۵، پارہ ۷، آیۃ: ۱۰۱

(۱۳) ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر (۷۰۱ھ/۷۷۴ھ/1301ء-1373ء)۔ تفسیر القرآن العظیم، سورۃ المائدۃ، تحت الآیۃ: ۱۰۰، ج ۳ ص ۲۰۷۔ بیروت، لبنان: دار طیبہ للنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۲۰ھ۔

(۱۴) ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک (۲۰۹ھ/۲۷۹ھ/825ء-892ء)۔ سنن ترمذی، کتاب اللباس، باب لبس الفراء، ج ۴، ص ۲۲۰، رقم الحدیث: ۱۷۲۶۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

(۱۵) ملا علی قاری، علی بن سلطان محمد نور الدین حنفی (۱۰۱۴ھ/1606ء)۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الاطعمۃ، ج ۱۲، ص ۴۷۹۔ المکتبۃ الشاملۃ۔

(۱۶) احمد رضا خان، محدث ہند ابن نقی علی خاں قادری بریلوی (۱۲۷۲ھ/۱۳۴۰ھ)۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، ج ۲۶، ص ۵۲۶/۵۲۷

بصیر پور، اوکاڑہ، پاکستان: دار العلوم حنفیہ فریدیہ۔

(۱۷) ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی (متوفی ۱۴۰۳ھ)۔ فتاویٰ نوریہ، باب ما یجوز فی الصلوٰۃ وما لا یجوز، ج ۱، ص ۵۱۹۔ لاہور، پاکستان: رضا فاؤنڈیشن۔

(۱۸) بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴ھ/ ۲۵۶ھ/ 810ء۔ 870ء)۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب السلطان الولی، رقم: ۴۸۴۲، ج ۵، ص ۱۹۷۳۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، الیمامہ، الطبعۃ الثالثۃ: ۱۴۰۷ھ۔

(۱۹) مناوی، عبد الرؤف بن تاج العارفین بن علی (۹۵۲ھ۔ ۱۰۳۱ھ/ 1545ء۔ 1621ء)۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، حرف النون، باب النون، رقم الحدیث: ۹۳۶۰، ج ۶، ص ۳۲۸۔ مصر: مکتبہ تجاریہ کبریٰ، ۱۳۵۶ھ۔

(۲۰) ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد الکنانی المصری الشافعی (۷۷۳ھ۔ ۸۵۲ھ/ 1372ء۔ 1449ء)۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب اللباس، قولہ: باب خاتم الحدید، رقم: ۵۵۳۳، ج ۱۰، ص ۳۲۳۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۷۹ھ۔

(۲۱) نووی، ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف بن مری (۶۳۱ھ۔ ۶۷۶ھ)۔ شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۱۳، ج ۱۸، ص ۲۲۳۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی۔

(۲۲) زرقانی، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵ھ۔ ۱۱۲۲ھ/ 1645ئ۔ 1710ء)۔ شرح الزرقانی علی موطا امام مالک، کتاب النکاح، باب: ما جاء فی الصداق والحباء، ج ۳، ص ۱۶۷۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ۔

(۲۳) عبد البر النمری، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد القرطبی المالکی (متوفی ۴۶۳ھ)۔ الاستذکار، کتاب النکاح، باب ما جاء فی الصداق والحباء، ج ۵، ص ۴۱۳۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ۔ 2000ء۔

(۲۴) عینی، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود الحنفی (۷۶۲ھ۔ ۸۵۵ھ/ 1361ء۔ 1451ء)۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جعل فص الخاتم فی بطن کفہ، ج ۳۲ ص ۴۴۔ المکتبۃ الشاملۃ۔

(۲۵) ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴ھ/ ۱۳۰۶ھ)۔ رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج ۲۶ ص ۳۶۳۔ المکتبۃ الشاملۃ۔

(۲۶) نعیمی، مفتی احمد یار خان نعیمی (متوفی ۱۳۹۱ھ)۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، باب الخاتم، الفصل الاوّل، ج ۶، ص ۱۳۴۔ لاہور، پاکستان: ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔

(۲۷) ملا جیون، الشیخ احمد بن أبی سعید الصدیقی الکنوی الحنفی (متوفی ۱۱۳۰ھ)۔ نور الانوار، ص ۹۱۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ رشیدیہ۔

(۲۸) ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴ھ/ ۱۳۰۶ھ)۔ رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج ۲۶ ص ۳۶۴۔ المکتبۃ الشاملۃ۔

(۲۹) ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴ھ/ ۱۳۰۶ھ)۔ رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج ۲۶ ص ۳۶۶۔ المکتبۃ الشاملۃ۔

(۳۰) ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴ھ/ ۱۳۰۶ھ)۔ منحۃ الخالق علی البحر الرائق، ج ۲، ص ۳۰۲۔ کراتشی، پاکستان: ایچ ایم سعید کمپنی۔

(۳۱) ابن نجیم، زین بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن محمد بن بکر حنفی (۹۲۶ھ۔ ۹۷۰ھ)۔ البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الصلوٰۃ، العبث بالثوب

والبدن فی الصلوٰۃ، ج ۴، ص ۴۴۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العلمیہ۔

(۳۲) ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴ھ/۱۳۰۶ھ)۔ ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الطھارۃ، سنن الوضوء، ج ۱ ص ۳۵۸۔ المکتبۃ الشاملۃ۔

(۳۳) نابلسی، امام عبدالغنی بن اسماعیل الدمشقی الحنفی القادری (متوفی ۱۱۴۳ھ)۔ الحدیقۃ الندیہ، ج ۲، ص ۲۰۷۔ فیصل آباد، پاکستان: نوریہ رضویہ۔

(۳۴) ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴ھ/۱۳۰۶ھ)۔ رسائل ابن عابدین، الرسالۃ الثانیہ، شرح عقود رسم المفتی، الجزء الاول، ص ۳۶۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ عثمانیہ۔

(۳۵) ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴ھ/۱۳۰۶ھ)۔ رسائل ابن عابدین، رسالہ نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف، الجزء الثانی، ص ۱۱۶۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ عثمانیہ۔

(۳۶) ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴ھ/۱۳۰۶ھ)۔ رسائل ابن عابدین، الرسالۃ الثانیہ، شرح عقود رسم المفتی، الجزء الاول، ص ۴۷۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ عثمانیہ۔

(۳۷) احمد رضا خان، محدث ہند ابن نقی علی خاں قادری بریلوی (۱۲۷۲ھ/۱۳۴۰ھ)۔ العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ، ج ۱۹، ص ۲۰۶۔ لاہور، پاکستان: رضا فاؤنڈیشن۔

(۳۸) ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴ھ/۱۳۰۶ھ)۔ رسائل ابن عابدین، رسالہ نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف، الجزء الثانی، ص ۱۳۹۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ عثمانیہ۔

(۳۹) ابن نجیم، زین بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن محمد بن بکر حنفی (۹۲۶ھ۔۹۷۰ھ)۔ البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب البیوع، فصل یدخل البناء والمفاتیح فی بیع الدار، ج ۱۲، ص ۳۳۲۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العلمیہ۔

(۴۰) حصکفی، محمد علاء الدین بن علی حنفی (۱۰۲۵ھ/۱۰۸۸ھ)۔ الدر المختار فی شرح تنویر الابصار، کتاب البیوع، باب الربا، ج ۵ ص ۱۷۸۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

(۴۱) ابوداود، سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲ھ/ ۲۷۵ھ/817ء۔889ء)۔ سنن ابی داؤد، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی خاتم الحدید، رقم ۴۲۲۵، ج ۴ ص ۱۴۴۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی۔

(۴۲) ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴ھ/۱۳۰۶ھ)۔ ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج ۲۶ ص ۳۶۴۔ المکتبۃ الشاملۃ۔

(۴۳) احمد رضا خان، محدث ہند ابن نقی علی خاں قادری بریلوی (۱۲۷۲ھ/۱۳۴۰ھ)۔ العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲۵، ص ۸۹۔ لاہور، پاکستان: رضا فاؤنڈیشن۔

(۴۴) القرآن المجید، سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر ۲، پارہ: ۲، آیت ۱۸۵

(۴۵) سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبدالرحمن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۳۹ھ/911ھ/1445ئ-1505ء)۔ الاشباہ والنظائر فی قواعد وفروع فقہ الشافعیہ، قاعدۃ الاصل فی الکلام الحقیقۃ، فصل فی تعارض الاصلین، القاعدۃ الثالثۃ، المشقۃ تجلب التیسیر، ج ۱ ص ۷۶/ ۷۷۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ۔

(۴۶) مفتی محمد امجد علی بن جمال اللہ بن خدا بخش اعظمی حنفی برکاتی (متوفی ۱۳۶۷ھ)۔ فتاوی امجدیہ، کتاب البیوع، ج ۳، ص ۱۶۰۔ مکتبہ رضویہ۔

(۴۷) مفتی محمد امجد علی بن جمال اللہ بن خدا بخش اعظمی حنفی برکاتی (متوفی ۱۳۶۷ھ)۔ فتاوی امجدیہ، کتاب البیوع، ج ۳، ص ۱۵۹ تا ۱۶۲۔ مکتبہ رضویہ۔

(۴۸) زیلعی، ابو محمد فخر الدین عثمان بن علی الحنفی (۷۴۳ھ)۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الاحق بالامامۃ، ج ۲، ص ۱۷۵۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۰ھ۔

(۴۹) ابن نجیم، زین بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن بکر حنفی (۹۲۶ھ - ۹۷۰ھ)۔ البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الکراھیۃ، وضع بناء بیت مکۃ أو دار ضیافۃ، ج ۲۶، ص ۶۵۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العلمیۃ۔

(۵۰) احمد رضا خان، محدث ہند ابن نقی علی خاں قادری بریلوی (۱۲۷۲ھ / ۱۳۴۰ھ)۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، ج ۱، ص ۱۱۰۔ لاہور، پاکستان: رضا فاؤنڈیشن۔